

**OPEN ACCESS****ABHATH**

(Research Journal of Islamic Studies)

**Published by:** *Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.*

ISSN (Print) : 2519-7932

ISSN (Online) : 2521-067X

October–December -2023

Vol: 8, Issue:32

Email:[abhaath@lgu.edu.pk](mailto:abhaath@lgu.edu.pk)OJS:<https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index>

بنوہاشم کے لئے زکوٰۃ: فقہی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

**Hāshmis Entitlement for Zakat: Analytical Study of Juristic Opinions****Naseem Mahmood**Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Sialkot:[n.mahmood@skt.umt.edu.pk](mailto:n.mahmood@skt.umt.edu.pk)**Abdul Aleem**Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Sialkot:[abdul.aleem@skt.umt.edu.pk](mailto:abdul.aleem@skt.umt.edu.pk)**Abstract**

All social members belong to the different economic status and zakat and other charities in Islamic economic system are specified for the poor and needy persons of the Muslim state. The people belonging to the family and tribe of Holy Prophet ﷺ, called Hashamies of Banu Hashim, also reside in this world and naturally they are also divided into different economic classes. Holy Prophet ﷺ prohibited his family members receive the charities from the Muslim wealth and declared their right in Ghaneemah, the wealth of the enemies left in the battlefield. It was only to ensure their respect and dignity in the society. But in the contemporary world no such fund has been specified for such people who are poor and needy persons in the society. If donations are not allowed for them, they are unable to earn the money, and no opportunity is available for the satisfaction of their daily needs then how they will be able to survive? Keeping in view such situations, Islamic jurists are of three opinions. Firstly it is absolutely prohibited them, secondly it is absolutely allowed for them and according to thirdly the compulsory charities are prohibited for them and they are allowed to enjoy the optional charities. This research paper is an analytical study of the juristic approaches and their argumentations. After the analytical review of the conclusive approach and its justification it has been discussed in detail to be adopted for practice in present era.

**Keywords:** Charity, Compulsory, Optional, Livelihood,

زکوٰۃ ایک ایسا مالی معاملہ ہے جس سے معاشرے کے نادار افراد کی روزمرہ ضروریات کے پورا کرنے کا سامان ہوتا ہے جس سے غریب و نادار افراد خود داری اور عزت نفس کی رعایت کے ساتھ دیگر افراد معاشرہ کے ساتھ باعزت زندگی گزار سکیں۔ غربت کے اس ماحول میں مختلف خاندانوں اور قبیلوں کے افراد ہو سکتے ہیں جن میں ایک اہم طبقہ اہل بیت رسول ﷺ کا ہے۔ ان کے لئے دیگر وسائل حیات کی عدم دستیابی کی صورت میں زکوٰۃ کے مال سے استفادہ جائز ہے یا نہیں؟ یہ سوال تحقیق ہے۔ چنانچہ اس مقالہ میں جائزہ لیا جائے گا کہ شرعی لحاظ سے اس طبقہ کے غریب اور نادار افراد کی کفالت کے لئے زکوٰۃ کے مال سے معاونت کی جاسکتی ہے کہ نہیں۔ اگر احادیث رسول ﷺ کا مطالعہ کیا جائے تو متعدد روایات ایسی ملتی ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی اہل بیت پر صدقات حرام قرار دے دیں۔ چنانچہ بخاری و مسلم کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت ہے:

أَخَذَ الْحَسَنُ بُنْ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ، فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ كَيْفٌ، اذْمِهَا أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ<sup>1</sup>

"حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کی ایک کھجور پکڑی اور منہ میں ڈال لی (جبکہ وہ بچے تھے) تو رسول اللہ ﷺ نے (انہیں سرزنش کرتے ہوئے) فرمایا: اسے پھینک دو۔ آپ کو نہیں معلوم کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے؟"

لیکن دوسری طرف اگر کوئی زکوٰۃ کے محکمہ سے وابستہ ہے تو اس طرح کے عاملین زکوٰۃ کو مال زکوٰۃ سے اجرت دینا نص قرآنی سے ثابت ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهِا<sup>2</sup>

"بے شک صدقات (زکوٰۃ) فقراء، مساکین اور عاملین (زکوٰۃ اکٹھی کرنے اور تقسیم کرنے کا کام کرنے والے لوگوں) کے لئے ہے"

<sup>1</sup> - مسلم بن حجاج قشیری، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب تحريم الزكاة على رسول الله ﷺ، وعلى آله وهم بنو هاشم وبنو المطلب دون غيرهم (دار الطباعة العامرة، تركيا، 1334هـ)، 3: 117، رقم الحديث: 1069  
Muslim Bin Hajjāj Al-Qushīrī, Al-Jāmi`-ul-Sahīh, Kitāb-ul- zakāt, Bāb-o-Tahrīm-il-zakāt `alā Rasūl-illāh-e-Wa `alā Aālihī Wa Hum Banū Hāshim Wa Banū Muṭṭalib Dūna Ghaīrihim (Dār-ul-Tabā`at-il-`āmirah, Turkīā, 1334 AH), 3/117, Hadith No. 1069.

<sup>2</sup> - التوبة، 9: 60

نبی کریم ﷺ نے اس کے باوجود اپنی اہل بیت کو اس مال سے استفادہ کی اجازت نہ دی بلکہ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ کی اس خواہش کو کہ انہیں عامل زکوٰۃ بنا دیا جائے تو آپ ﷺ نے اسے مسلمانوں کے گناہوں کا دھون قرار دے کر انکار کر دیا اس ذیل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت کہ:

قلت للعباس سل رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يستعملك على الصدقات فسأله، فقال: ما كنت لأستعملك على غسالة ذنوب المسلمين<sup>3</sup>

"میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے عرض رکھیں کہ وہ آپ کو صدقات پر عامل مقرر فرمادیں، تو میں نے آپ ﷺ سے عرض کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں مسلمانوں کے گناہوں کے دھون پر عامل نہیں بناؤں گا"

بلکہ یہ صدقہ تو آپ ﷺ نے بنو ہاشم کے غلاموں کے لئے بھی حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ آپ ﷺ کے خادم حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عامل زکوٰۃ کی اجرت کے حصول میں شریک ہونے کے لئے عاملین زکوٰۃ کے ساتھ کام کرنا چاہا تو آپ ﷺ نے انہیں یہ کہہ کر منع فرمادیا:

مولی القوم من أنفسهم، وإنا لا تحل لنا الصدقة<sup>4</sup>

"اور کسی قوم کا غلام انہیں میں سے ہوتا ہے، اور بے شک ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے"

## زکوٰۃ کن کے لئے حلال نہیں؟

<sup>3</sup> - علاؤ الدین علی بن حسام الدین المتقی، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الزکوٰۃ، باب عامل الصدقة (مؤسسۃ الرسالہ، 1981 م)، 6: 568، رقم الحدیث: 16962

Alāu-ul-Dīn `alī Bin Husām-ul-Dīn Al-Muttaqī, Kanz-ul-`ummāl Fī Sunan-il-Qal-e-Wal Af `āl, Kitāb-ul- zakāt, Bāb-o-`āmil-il-Sadaqah (Muassat-ul-Risālah, 1981) 6/568, Hadith No. 16962.

<sup>4</sup> - ابوداؤد سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الزکوٰۃ، باب الصدقة علی بنی ہاشم (دار الرسالہ العالمیہ، بیروت، 1430ھ-2009م)، 3/88، رقم الحدیث: 1650

Abū Dāwūd Sulīmān Bin Ash`ath Al-Sajistānī, Al-Sunan, Kitāb-ul- zakāt, Bāb- ul-Sadaqah `alā Banī Hāshim (Dar-ul-Risālat-il-Risālat-il-`ālamīyah, Bīrūt, 1430 AH-2009) 3/88, Hadith No. 1650.

## بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ: فقہی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

اب غور طلب بات یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جن پر نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ حرام قرار دی ہے؟ تو ان لوگوں کی تعیین کے بارے میں فقہاء میں قدرے اختلاف ہے، ہاں البتہ تمام فقہاء کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ بنو ہاشم پر زکوٰۃ حرام ہے اور بنو ہاشم میں آل نبی، آل عباس، آل جعفر، آل عقیل، آل حارث بن عبدالمطلب ہیں۔ البتہ حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں حارث کے علاوہ دوسروں کی اولاد پر بھی زکوٰۃ حرام ہے کہ نہیں اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کی مشہور روایت کے مطابق ان کے لئے یہ حرام ہے جبکہ امام ابوحنیفہ نے زکوٰۃ کو ان کے لئے جائز قرار دیا ہے<sup>5</sup>۔ امام ابوحنیفہ کے موقف کے مطابق ابوہب کی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اس لئے کہ بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کی حرمت ان کی عزت و تکریم کی خاطر ہے اور عزت و تکریم کا وہی مستحق ہے جس نے آپ ﷺ کی مدد کی ہو اور دورِ جاہلیت اور ایام اسلام میں آپ ﷺ کے دشمنوں کے خلاف آپ ﷺ کی معاونت کی ہو۔ یہ بات واضح ہے کہ ابوہب حضور ﷺ کا سب سے بڑا دشمن اور آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے کا سب سے زیادہ متمنی تھا لہذا اس کی اولاد کو اس عزت و تکریم کا مستحق قرار نہیں دیا جاسکتا<sup>6</sup>۔ یہی وجہ ہے کہ ابوہب کی ذریت پر زکوٰۃ حرام نہ ہوئی بلکہ بوقتِ ضرورت ان کو اس رقم سے ادائیگی کی جاسکتی ہے۔ یہ بحث چونکہ زکوٰۃ کی اہل بیت کو ادائیگی کے جواز یا عدم جواز کے حوالے سے ہے اور زکوٰۃ ایک صدقہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس شرعی حکم پر صدقات کی اقسام کے مطابق غور کیا جائے۔

### نظری صدقات

نظری صدقات میں یہ عمومی حکم ہے کہ جس طرح ان کا استعمال دوسرے لوگوں کے لئے جائز و حلال ہے اسی طرح بنو ہاشم کے لئے بھی کے لئے بھی ان سے استفادہ جائز ہے۔ علامہ بدرالدین عینی اس ذیل میں فقہاء کی آراء بیان کرتے ہیں کہ اگر تو صدقہ صلہ رحمی کی خاطر ہو تو پھر (بنو ہاشم کے لئے اس کے استعمال میں) کوئی حرج نہیں اور بعض مالکیہ نے نظری صدقہ ان کے لئے جائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح امام شافعی کے بھی اس ذیل میں دو موقف

<sup>5</sup> ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن دمشقی، رحمة الامّة فی اختلاف الامّة، کتاب الزکوٰۃ، فصل و اجمعوا علی تحریم الصدقة المفروضة علی بنی ہاشم (دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1408ھ-1987م) 88.

Abū `Abdullah Muhammad Bin `Abd-ul-Rahmān Al-Damishqī, Rahmat-ul-Ummaht-e- Fī Ikhtilāf-il-Āimmaḥ, Kitāb-ul- zakāt, Fasḥ wajma`ū `alā Tahrīm-il-Sadaqat-il-Mafrūdhah `alā Banī Hāshim (Dar-ul-Kutub-il-`ilmīyah, Bīrūt, 1408 AH-1987AD), 88.

<sup>6</sup> محمد بن عبد الواحد کمال الدین، فتح القدر، باب من یجوز دفع الصدقة الیه ومن لا یجوز (مکتبۃ الرشیدیہ، کوئٹہ)، 2/213

Muhammad Bin `Abdul Wāhid Kamāl-ul- Dīn, Fath-ul-QaDīr, Bāb-o- Man ĩajūzu Lahū Daf -ul-Sadqah Wa Mna Lā ajūz (Maktabat-ul-Rashīdīyah, Quetta), 2/213.

ہیں۔ ایک رائے کے مطابق نفلی صدقہ ان کے لئے حلال اور دوسرے موقف کے مطابق حرام ہے<sup>7</sup>۔ جبکہ مشہور مفسر ابو عبد اللہ قرطبی کہتے ہیں:

"واختلفوا في جواز صدقة التطوع لبني هاشم، فالذی علیہ جمهور اهل العلم وهو الصحيح ان صدقة التطوع لا باس بها لبني هاشم ومواليهم، لان عليا والعباس وفاطمة رضوان الله عليهم تصدقوا واوقفوا على جماعة من بني هاشم وصدقاتهم الموقوفة معروفة مشهورة"<sup>8</sup>

"فقہاء نے بنو ہاشم کے لئے نفلی صدقہ کے جواز میں اختلاف کیا ہے اور جمہور اہل علم کا موقف، اور یہی صحیح موقف ہے، کہ نفلی صدقہ میں بنو ہاشم اور ان کے غلاموں کے لئے کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ (حضرات) علی، عباس اور فاطمہ رضوان اللہ علیہم نے بنو ہاشم کی ایک جماعت پر صدقات کئے اور ان کے لئے وقف کئے اور ان کے وقف شدہ صدقات مشہور و معروف ہیں"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نفلی صدقات بنو ہاشم کے لئے جائز ہیں بلکہ خود اہل بیت اطہار کا ان لوگوں کو اس طرح کے صدقات کی ادائیگی کا وطیرہ بھی رہا ہے جو کہ اس موقف کی درستگی کا ثبوت ہے۔

### واجب صدقات

عام فقہاء کا موقف ہے کہ وہ صدقات جن کی ادائیگی لازم اور ضروری (واجب) ہے جس طرح صدقہ فطر اور کفارہ وغیرہ تو ایسے صدقات چونکہ بنو ہاشم کے لئے حلال نہیں ہیں اس لئے بنو ہاشم کو یہ دینا جائز نہیں۔ لیکن عام فقہاء کے اس موقف سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ تمام فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے۔ اس لئے امام ابو جعفر طحاوی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

تشير الى اباحتهم، فذهب الى هذا الحديث واباحوا الصدقة على بني هاشم<sup>9</sup>

<sup>7</sup> محمد بن احمد بدر الدين عيني، عمدة القاري (دار الفكر، بيروت)، 9/7

Muhammad Ahmad Badr-ul-Dīn `īmī, `umdat-ul-Qārī (Dār-ul-Fikr, Bīrūt), 9/7.

<sup>8</sup> ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی، الجامع لاحکام القرآن (القاهرة: دارالکتب المصریة 1384ھ-1964م)، 8/191  
Abū `Abdullah Muhammad Bin Ahmad Qartabī, , Al-Jāmi` Li Ahkām-il-Qur`ān (Dār-ul-Kutub-il-Misriyah, Al-Qāhirah, 1384 AH-1964 AD), 8/191.

<sup>9</sup> ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی، شرح معانی الآثار، کتاب الزکوٰۃ، باب الصدقة علی بنی ہاشم (ایجوکیشنل پریس، کراچی، 1970)

"یہ (روایت صدقہ کے) ان کے لئے جائز ہونے کا اشارہ کرتی ہے لہذا (فقہاء کی) ایک جماعت نے اسی روایت کو لیتے ہوئے بنو ہاشم پر صدقہ حلال قرار دیا ہے"

لیکن جب غور کیا جائے تو مسئلہ زیر بحث میں ائمہ اربعہ اور ان کے پیروکار بھی متفق نظر آتے ہیں۔ لہذا تحقیق مسئلہ میں مزید آگے بڑھنے سے پہلے مناسب یہی محسوس ہوتا ہے کہ پہلے ائمہ اربعہ اور ان کے تابعین کی آراء کا سرسری جائزہ لیا جائے۔

### احناف کا موقف

امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت مروی ہے تمام کے تمام صدقات سے خواہ وہ وجوبی ہوں یا نفلی ہر دو صورت میں ان کا بنو ہاشم کو دینا جائز ہے اور پانی کے چشموں کے حوالے سے انہی سے مروی ہے کہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی پر صدقہ کر سکتا ہے<sup>10</sup>۔ لیکن فقہ حنفی میں مشہور روایت ہے جسے ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے نقل کیا ہے اور یہ امام ابو یوسف ہی کی رائے ہے کہ بنو ہاشم کے لئے کسی دوسرے سے زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہاں البتہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے زکوٰۃ لے سکتے ہیں اس ذیل میں تفصیلی رویت یوں ہے کہ:

بنو ہاشم کی زکوٰۃ بنو ہاشم کے لئے حلال ہے۔ ہاں ان کے علاوہ کسی اور کی زکوٰۃ ان کے لئے حلال نہیں ہے اور امام طحاوی بھی امام ابو حنیفہ سے نقل کرتے ہیں کہ بنو ہاشم کا ہر قسم کے صدقہ کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک امام صاحب کا یہ موقف اس لئے ہے کہ صدقات بنو ہاشم پر تو اس لئے حرام قرار دئے گئے ہیں کہ مال خمس یعنی ذوی القربی والے حصہ میں بنو ہاشم کا بھی حصہ تھا تو جب یہ حصہ ان کو ملنا بند ہو گیا تو جو کچھ ان کے لئے حرام قرار دیا گیا تھا وہ حلال ہو گیا کیونکہ جو کچھ ان کے لئے حلال تھا وہ ان کو نہیں مل رہا<sup>11</sup>۔

اب اس کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ صدقات کی بنو ہاشم کے لئے عدم جواز کی وجہ مال خمس میں ان کے حصہ کی موجودگی اور اس کی ان کو ترسیل تھا مگر جب اس کی ترسیل ان کے لئے رک گئی تو ان کے فقراء کی کفالت یقینی بنانے کے لئے صدقات کا اباحت لازم ٹھہرا لیکن ان کے وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بنو ہاشم کے صدقات کا

<sup>10</sup> - بدرالدین عینی، عمدۃ القاری، 9: 81

Badr-ul-Dīn `īnī, `umdat-ul-Qārī (Dār-ul-Fikr, Bīrūt), 9/81.

<sup>11</sup> - ابو جعفر طحاوی، شرح معانی الآثار، 1: 352

Abū Ja`far Al-Tahāvī, Sharah Ma`ānī-ul-Aāthār, 1/352.

انہی پر خرچ کرنے کا جائز ٹھہرانا بھی خارج از حکمت نہیں ہے اس لئے یہاں احناف کی رائے میں وزن ہو گا اور اس پر عمل بنو ہاشم کی عزت نفس اور ضروریات زندگی دونوں کا تحفظ یقینی ہو گا۔

امام طحاوی نے اس ذیل میں امام ابو یوسفؒ کے حوالے سے امام ابو حنیفہؒ کی ایک روایت نقل کی جسے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روایت کیا ہے<sup>12</sup> اور وہ یہ کہ بنو ہاشم کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ دوسروں سے سوال کرنے کی بجائے زکوٰۃ لے لیں۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور میں جس میں ہم رہ رہے ہیں بنو ہاشم اور دیگر سادات کرام کے لئے زکوٰۃ لینا حلال ہے<sup>13</sup>۔ امام طحاوی یہ موقف بیان کر کے فرماتے ہیں:

فبہذا ناخذ<sup>14</sup> "ہم بھی اسی رائے کو لیتے ہیں"

یہی موقف علامہ انور کاشمیری اور ماضی قریب کے دیگر اہل علم نے اپنایا ہے<sup>15</sup>۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مالکیہ بنو ہاشم کو معاشی تحفظ کی فراہمی کو یقینی بناتے ہوئے ان کے لئے صدقات کو جائز قرار دیتے ہیں تاکہ وہ دوسروں کے دست نگر نہ بنیں بلکہ باعزت طریقے سے زندگی کے یہ دن گزاریں۔

### مالکیہ کا موقف

مالکیہ سے اس بارے درج ذیل تین متضاد اقوال مروی ہیں:

1. یہ مطلقاً جائز ہے؛
2. یہ مطلقاً ناجائز ہے؛
3. نفلی صدقہ ان کے لئے جائز اور وجوبی صدقہ ناجائز ہے؛
4. وجوبی صدقات تو ان کے لئے جائز ہیں مگر نفلی صدقات ناجائز ہیں۔<sup>16</sup>

<sup>12</sup>۔ بدرالدین عینی، عمدۃ القاری، 9: 81

Badr-ul-Dīn `īnī, `umdat-ul-Qārī (Dār-ul-Fikr, Bīrūt), 9/81.

<sup>13</sup>۔ محمد انور شاہ کشمیری، فیض الباری علی صحیح البخاری (1938)، 3: 52

Muhammad Anwar Shāh Kashmiri, Faidh-ul-Bārī `alā Sahih-il-Bukhārī (1938), 3/52.

<sup>14</sup>۔ ابو جعفر طحاوی، شرح معانی الآثار، 1: 352

Abū Ja`far Al-Tahāvī, Sharah Ma`ānī-ul-Aāthār, 1/352.

<sup>15</sup>۔ محمد انور شاہ کشمیری، فیض الباری علی صحیح البخاری، 3: 52

Muhammad Anwar Shāh Kashmiri, Faidh-ul-Bārī `alā Sahih-il-Bukhārī, 3/52.

لیکن امام مالک کا مشہور موقف یہی ہے کہ وجوبی و نفلی ہر قسم کے صدقات بنو ہاشم کے لئے ناجائز ہیں<sup>17</sup> لیکن مالکی فقہاء میں امام زہری سے یہ بھی مروی ہے کہ جب مالِ خمس ان سے روک لیا جائے اور ان کو ان سے محروم کر دیا جائے تو تب ایسی صورت میں ان کے لئے زکوٰۃ جائز ہے۔<sup>18</sup>

### شافعیہ کا موقف

شوافع کا مشہور موقف یہ ہے کہ وجوبی صدقات سادات کے لئے حلال نہیں ہیں اور اسی پر ان کا عمل بھی ہے مگر علامہ ابن حجر کا موقف اس سے ذرا مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب بنو ہاشم کے لئے حصول مال کی کوئی بھی صورت باقی نہ رہے تو پھر بعض شافعیہ نے زکوٰۃ لینا ان کے لئے جائز قرار دیا ہے اور ان کی اس رائے کا یہی سبب ہے کہ حصول مال کی ان کے ہاں کوئی صورت باقی نہیں رہی<sup>19</sup>۔

علاوہ ازیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے عقد الجید میں بیان کیا ہے کہ یہی رائے امام رازی کی ہے<sup>20</sup> اور ابن تیمیہ نے تو یہاں تک صراحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ ابو سعید اصطخری شافعی نے ان کو رہن شدہ برتنوں کی زکوٰۃ سے استفادہ کی اجازت دی ہے<sup>21</sup>۔

<sup>16</sup> - بدرالدین عینی، عمدۃ القاری، 9: 81

Badr-ul-Dīn `īnī, `umdat-ul-Qārī (Dār-ul-Fikr, Bīrūt), 9/81.

<sup>17</sup> - قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 8: 91

Al-Qarṭabī, , Al-Jāmi` Li Ahkām-il-Qur`ān, 8/91.

<sup>18</sup> - احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، فتح الباری (دار المعرفۃ، بیروت، 1379ھ)، 3/354

Ahmad Bin `alī Ibn-e-Hajr `asqalanānī, Fath-ul-Bārī (Dār-ul-Ma`rifah, Bīrūt, 1379AH), 3/354.

<sup>19</sup> - ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، 3: 354

Ahmad Bin `alī Ibn-e-Hajr `asqalanānī, Fath-ul-Bārī, 3/354.

<sup>20</sup> - محمد انور شاہ کشمیری، فیض الباری علی صحیح البخاری، 3/52

Muhammad Anwar Shāh Kashmiri, Faidh-ul-Bārī `alā Sahih-il-Bukhārī, 3/52.

<sup>21</sup> - تقی الدین ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ (دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع)، 4/456

Taqī-ul-Dīn Ibn-e-Taīmīyah, Majmū`-ul-Fatāwā, (Dār-ul-Fikr, Lil-Tabā`ah Wal Nashr Wal Taūzi`), 4/456.



## حنابلہ کا موقف

حنابلہ نے بھی دیگر فقہاء کی طرح ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے سادات اور بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ کو منع قرار دیا ہے، لیکن شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جب سادات اور بنو ہاشم کے لئے مال کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو پھر ان کے لئے زکوٰۃ کے حصول میں گنجائش نکل آتی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

وبنوا ہاشم اذا منعوا من خمس الخمس جاز لهم الاخذ من الزکوٰۃ وهو قول قاضی یعقوب وغیرہم من اصحابنا وقالہ ابو یوسف والاصطخری من الشافعیۃ لانه محل حاجۃ وضرورۃ<sup>22</sup>

"بنو ہاشم کو جب خمس کے پانچویں حصے سے محروم کر دیا جائے تو ان کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے اور یہی قاضی یعقوب اور ہمارے ساتھیوں کا موقف ہے۔ اور یہی بات ابو اصطخری شافعیؒ نے بھی کی ہے اس لئے کہ یہ حاجت اور ضرورت کا موقع ہے"

درج بالا بحث سے مندرجہ ذیل نکات مترشح ہوتے ہیں:

1. زکوٰۃ سادات اور بنو ہاشم پر مطلقاً حرام ہے اور اکثر فقہاء کا یہی موقف ہے۔ اس بارے میں مختلف احادیث سے بھی اس کی تائید ملتی ہے۔
2. بعض فقہاء نے بنو ہاشم کے لئے زکوٰۃ مطلقاً جائز قرار دی ہے اور وہ اس موقف پر ان روایات کو دلیل بناتے ہیں جن میں یہ بیان ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنو ہاشم پر صدقہ کیا۔ چنانچہ ابو جعفر طحاویؒ نے اس سے متعلق متعدد احادیث روایت کرنے کے بعد ان کا جواب بھی یوں دیا ہے کہ یہ صدقات نفلی تھے جبکہ جدید محققین میں سے ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے یہاں ایک نکتہ پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں اس مسئلہ متعلقہ حدیث کو بیان کرتے ہوئے کلمہ "آل" کا ذکر کیا ہے اور کلمہ "ذریۃ" کو بیان نہیں کیا۔ تو قرآنی اسلوب ہمارے سامنے حقیقت یوں واضح کرتا ہے کہ کلمہ "آل" کا اطلاق کسی شخص کی اس اولاد پر ہوتا ہے جو کہ اس کی ہم عصر ہو جبکہ کلمہ "ذریۃ" کا اطلاق موجودہ اور آئندہ دونوں نسلوں پر ہوتا ہے پس کلمہ "آل محمد ﷺ" کا اطلاق صرف

<sup>22</sup> - تقی الدین ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ (دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع)، 4/456

آپ ﷺ کے ان ہم عصر لوگوں پر ہو گا جو کہ بنو ہاشم سے ہوں اور اس سے مراد قیامت تک آنے والے تمام بنو ہاشم نہیں ہوں گے لیکن اس استدلال میں دو طرح غور کیا جاسکتا ہے:

ایک تو یہ کہ سابقہ تمام فقہاء کی آراء کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی فقہیہ یا امام نے یہ فرق بیان نہیں کیا بلکہ ائمہ اربعہ نے، جیسا کہ صحیح روایات سے واضح ہوتا ہے، اس کلمہ "آل بنی ہاشم" میں قیامت تک آنے والی تمام نسلوں کو شامل کیا ہے۔ اور نہ ہی اہل سنت نے ان دونوں میں لغوی اعتبار سے ہی کوئی فرق بیان کیا ہے۔

دوسری بات یہ کہ ایسا نہیں ہوا کہ حدیث نبوی میں صرف اور صرف کلمہ "آل" کا ہی ذکر ہو بلکہ تحریم زکوٰۃ کے ذیل میں بنو ہاشم کا ذکر بھی آیا ہے اور کلمہ "من فلان" کا اطلاق لغوی طور پر موجودہ اور آئندہ دونوں خاندانوں پر بلا تفریق ہوتا ہے۔

3. بعض فقہاء کا یہ موقف ہے کہ بنو ہاشم کے لئے بنو ہاشم ہی کی ادا کردہ زکوٰۃ لینا جائز ہے اور یہ موقف امام ابو یوسف اور ایک روایت کے مطابق امام ابو حنیفہ کا ہے اور اس پر ان کی طرف سے درج ذیل دلائل بیان کئے جاتے ہیں:

i. حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے ہم پر لوگوں کے صدقات حرام قرار دیے ہیں تو کیا ہمارے (بنو ہاشم کے) صدقات ہمارے آپس میں ایک دوسرے کے لئے حلال ہیں کہ نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں (حلال ہیں)۔

ii. حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ مدینہ کے باہر سے ایک عورت آئی اور آپ ﷺ نے اس سے کچھ سامان خرید اور چند اوقیہ کے نفع پر فروخت کر دیا اور حاصل شدہ منافع کو بنو عبدالمطلب کے مساکین پر صدقہ کر دیا۔

iii. حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ: بعثني أبي إلى النبي - صلى الله عليه وسلم - في إبل أعطها إياه من الصدقة<sup>23</sup> مجھے میرے والد نے نبی کریم ﷺ کے پاس صدقہ

<sup>23</sup>۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الزکوٰۃ، باب الفقير يهدى للغني من الصدقة، 3/90، رقم الحديث: 1654

کا وہ اونٹ لینے بھیجا جو کہ آپ ﷺ انہیں دیا تھا۔ اسی طرح اس ذیل میں ایک روایت یہ ہے انہوں نے اس اونٹ کے بارے میں آپ ﷺ سے بات چیت کی<sup>24</sup>۔

دوسری روایت کے سیاق و سباق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اونٹ صدقات واجبہ سے نہ تھا بلکہ یہ صدقاتِ نافلہ میں سے تھا اور امام ابو جعفر طحاوی نے بھی اسے صدقاتِ نافلہ پر ہی محمول کیا ہے<sup>25</sup>۔

یہی تیسری روایت تو اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں بیت المال سے اونٹ دیا ہو اور یہ بات کو واضح ہے کہ آپ ﷺ بیت المال میں مختلف قسم کی مدات سے حاصل ہونے والے جانور بھی رکھا کرتے تھے اور ان میں غالب اکثریت صدقہ کے جانوروں کی ہوا کرتی تھی۔ تو ایسی غالب اکثریت کی بناء پر راوی نے "اعطاها من الصدقة" کے الفاظ استعمال کئے ہیں مگر مراد دوسرا مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ وہ صدقات واجبہ والے اونٹوں میں سے نہ ہو بلکہ صدقاتِ نافلہ والے اونٹوں میں سے ہو۔ جن لوگوں نے سادات و بنو ہاشم کے لئے صدقات و زکوٰۃ کو جائز قرار دیا ہے وہ اپنے موقف پر سابقہ بیان کردہ احادیث کو دلیل بنا تے ہیں اور ایک طرح سے یہ ان کے موقف کی اصل بنیاد ہیں مگر اس کے باوجود یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں غور و خوض کی اشد ضرورت ہے۔

4. ایک چوتھی رائے یہ ہے کہ سادات کے لئے بنیادی طور پر زکوٰۃ جائز نہیں ہے مگر آج کل جبکہ ان کے لئے بیت المال میں خمس کا پانچواں حصہ، جو کہ انہیں کے لئے مخصوص ہوا کرتا تھا، باقی نہیں رہا تو پھر سابقہ آراء کی طرح ان کے لئے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ یہ ائمہ اربعہ کے پیروکار جید علماء کی رائے ہے اور خود امام ابو حنیفہؒ سے بھی اسی قسم کی رائے منقول ہے۔ اور یہ تمام سادات کے لئے زکوٰۃ کی حرمت کی علت مالِ خمس پر ان کا

Abū Dāwūd, Al-Sunan, Kitāb-ul- zakāt, Bāb- ul-Faqīr iahdī Lil Ghanī-e- Min-al-Sadaqah,3/90, Hadith No. 1654.

<sup>24</sup>۔ ظفر احمد عثمانی، اعلاء السنن (دارالقرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی)، 9/80  
zafar Ahmad `uthmānī, Ḥ'ālū-ul-Sunan (Dār-ul-Qur`ān Wal `ulūm-il-Islāmīyah, Kārchī), 9/80.

<sup>25</sup>۔ ابو جعفر طحاوی، شرح معانی الآثار، 1/352

Abū Ja`far Al-Tahāvī, Sharah Ma`ānī-ul-Aāthār, 1/352.

استحقات بتاتے ہیں۔ تبھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے اہل بیت تم پر صدقہ حلال نہیں ہے، یہ تو ہاتھوں کا دھوون ہے اور تمہارا حق مالِ خمس کا پانچواں حصہ ہے جو کہ تمہیں مالدار کر دے گا۔

تو آج جبکہ ان کے لئے مالِ خمس جیسا کوئی مال نہیں رہا جس سے حالتِ فقر میں ان کی مدد کی جاسکے تو اب اگر وہ غریب ہیں اور ان کا کوئی ذریعہ آمدن بھی نہیں ہے تو ایسی صورت میں مالِ زکوٰۃ سے بھی ان کو محروم کرنا ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہوگی اور یہ ان کو جیتے جی مارنے والی بات ہوگی۔

سابقہ بحث پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ سادات پر صدقات و زکوٰۃ کی حرمت کی علت مالِ خمس میں ان کا استحقاق ہے جو کہ آج اسلامی ممالک میں باقی نہیں رہا۔ دوسرا یہ کہ ایسے اموال ان پر اس لئے حرام کئے گئے کہ یہ ایک طرح سے معیوب اور گناہوں کا کفارہ سمجھے جاتے تھے۔ جبکہ سادات کو ان تمام قباحتوں سے دور رکھا گیا اور ان کے غرباء و مساکین کی پرورش کے لئے الگ سے ایک ذریعہ آمدن (مالِ خمس) قائم کر دیا گیا۔ مزید یہ کہ لوگ جن کو صدقہ دیتے ہیں ان کے وقار اور عزت و منزلت کو اپنی نظروں میں کم سمجھتے ہیں جبکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ایسی بے قدری سے بچانے کے لئے یہ حکم صادر فرمایا مگر آج جبکہ غریب پروری کا مالِ خمس والا ذریعہ ختم ہو گیا ہے اور اس صورت حال میں اگر مالِ زکوٰۃ سے سادات و بنوہاشم کو محروم کر دیا جائے تو گویا اپنے ہاتھوں سے ان کو موت کے منہ میں دھکیلنے والی بات ہے۔ ویسے بھی حقوق کی پاسداری جس طرح پہلے تھی آج نہیں ہے۔ ان کا حق تو یہ تھا کہ افراد امت ان کو اس قسم کے مال سے بچانے کے لئے صدقہ کی بجائے کوئی فنڈ مختص کر کے اس میں کچھ رقم ان کو دیتے مگر نفسا نفسی کے اس عالم میں یہ بھی نہ ہوا۔ لہذا ایک تو ان کی زندگی اجیرن ہو گئی دوسرا یہ کہ اگر کوئی محنت مزدوری کر کے گذراوقات کے لئے چند کوڑیاں اکٹھی کر بھی لیتا ہے تو اس کے بچے تو دینی تعلیم و تربیت سے محروم رہ گئے کیونکہ ہمارے مدارس تو زیادہ تر صدقات و زکوٰۃ پر چل رہے ہیں۔ لہذا وہ ان مدارس میں بھی پڑھنے کے قابل نہ رہے کیونکہ زکوٰۃ سے ان کے لئے استفادہ جائز نہیں اس طرح علم و آگہی کے دروازے بھی ان پر بند ہو گئے۔ اب ان کے لئے جہالت اور افلاس کی تقسیم کے علاوہ کچھ بھی باقی نہ رہا۔ لہذا ان تمام حالات میں سادات کے لئے صدقہ اور زکوٰۃ کا جواز ایک ضرورت بن گیا ہے اس لئے کہ ایک مشہور فقہی قاعدہ ان نازک حالات میں شرعی حکم کو واضح کرتا ہے کہ:

الضرورة تبیح المحظورات<sup>26</sup> "ضرورت ممنوع اشیاء کو جائز کر دیتی ہے" دوسرا شرعی معاملات میں آسانی پیدا کرنے کے لئے ضعیف روایت کو بھی اختیار کیا جاسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ ابن عابدینؒ حیض کے ذیل میں مختلف رنگوں کے بارے میں ضعیف اقوال ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"معراج میں فخر الائمہ سے مروی ہے کہ: اگر مفتی ضرورت کے مواقع پر آسانی پیدا کرنے کے لئے ضعیف اقوال پر ہی فتویٰ دے دے تو یہ بہتر ہو گا۔ اسی طرح امام ابو یوسفؒ کہتے ہیں کہ: منیٰ جب شہوت کے خاتمہ کے بعد نکلے تو ضعیف قول کے مطابق اس سے غسل لازم نہیں ہو گا اور انہوں نے مسافر کو جسے شک کا خوف ہو اسی پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے اور یہ سب ضرورت کی بناء پر ہوا ہے"<sup>27</sup>

تو گویا فقہاء کے نزدیک ضرورت ہو تو ضعیف قول پر بھی فتویٰ دینا اور اس پر عمل کرنا جائز ٹھہرا اور سادات و بنو ہاشم ضرورت کے ان لمحات میں جب ان کے لئے روزگار کے مواقع بھی نہ ہوں، گھر میں کھانے پینے اور گذر بسر کا سامان بھی میسر نہ ہو، مزید یہ کہ ان کو صدقہ و زکوٰۃ کا مال لے کر اپنی زندگی کی بنیادی ضروریات اور پیٹ کی آگ بجھانے کا سامان کرنے سے روک دیا جائے تو یہ تو جان بوجھ کر ان کو موت کے منہ میں دھکیلنے والی بات ہوگی۔ خدا نخواستہ اس طرح سے موت کی صورت میں پورا اسلامی معاشرہ قابل گرفت ہو جائے گا لہذا ضرورت کے تحت ان کے لئے آسانی پیدا کرنے کی خاطر زکوٰۃ و صدقات ان کے لئے جائز قرار دیے جائیں گے تاکہ دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی بجائے ضروریات زندگی کا سامان ان کے گھر کی دہلیز تک پہنچ سکے۔

### خلاصہ بحث

اس بحث کا لب لباب یہ ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام ابو جعفر طحاویؒ، علامہ ابہریؒ مالکی، علامہ اصطخری شافعی، امام فخر الدین رازیؒ جیسے کبار فقہاء اور علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ انور شاہ کشمیری جیسے جید علماء کے

<sup>26</sup>۔ جلال الدین عبد الرحمن السیوطی، الاشباہ والنظائر (دار الکتب العلمیہ، 1403ھ-1983م)، 84.

Jalāl-ul-Dīn `Abd-ul-Rahmān Al-Su'ūfī, Al-Ashbāh Wal Nazāir (Dar-ul-Kutub-il-`ilmīyah, 1403 AH-1983AD), 84.

<sup>27</sup>۔ محمد امین ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار (کوئٹہ: مکتبہ ماجدیہ، 1399ھ)، 1/211.

Muhammad Amīn Ibn-i-`ābidīn, Radd-il-Muhtar `ala-al-Durr-il-Mukhtar (Maktabah Majīdīyah, 1399 AH), 1/211.

نزدیک عند الضرورت زکوٰۃ سادات و بنوہاشم کے لئے جائز ہے بلکہ شریعت تو ایسے موقع پر قوت لایموت کے برابر حرام کھانے کی بھی اجازت دے دیتی جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَيْزِيرِ وَمَا أُهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ<sup>28</sup>

"اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جانور حرام کئے ہیں جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کیا گیا تو جو مجبور ہو جائے حالانکہ وہ نہ خواہش رکھنے والا ہو اور نہ ضرورت سے آگے بڑھنے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

تو اس طرح سادات کو بھوکوں اور فاقوں مرنے دینے اور لوگوں کے سامنے مجبور ہو کر دامن سوال پھیلا کر ذلیل و رسوا کرنے سے بہتر ہے کہ عزت اور وقار کے ساتھ مال زکوٰۃ ان تک پہنچا دیا جائے کیونکہ ان کے لئے سوال کرنے کی ذلت اور بھوکوں مرنے کی تکلیف سے بہتر ہے کہ مجبوری کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے مال سے اپنی ضرورت کو پورا کر لیں۔



This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License